رؤیت ہلال پر رابطۂ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس اور اس کے نتائج

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علی رسوله الکریم وعلی آله
وأصحابه أجمعین وعلی کل من تبعهم باحسان الی یوم الدین

رؤیت ہلال کا مسئلہ خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں رؤیت ہلال کا سرکاری سطح پر مضبوط نظام نہیں ہے، مسلمانوں میں رمضان اور عید کے مواقع پر اختلاف وانتشار کا سبب بنتا رہا ہے، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سعودی عرب میں جن تاریخوں میں رؤیت کا اعلان ہوتا ہے، اس پر بہت سے شکوک وشبہات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے، چنانچہ رابطۃ العالم الاسلامی کی "المجمع الفقه الاسلامی" نے اس مسئلے پر غور کرنے کے لیے ایک عالمی کانفرنس بلائی تھی جو ۱۹ر سے ۲۱ر ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۱ر سے ۱۳ر فروری ۲۰۱۲ء تک مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں رؤیت ہلال سے متعلق مختلف موضوعات پر عالم اسلام کے اہل علم اور ماہرین فلکیات سے مقالے لکھوائے گئے تھے، اس کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ تو تقریباً دو سال پہلے ہو گیا تھا اور مقالے بھی طلب کر لئے گئے تھے اور میں نے بھی اپنا مقالہ لکھ کر تقریباً ڈیڑھ سال پہلے ارسال کر دیا تھا، لیکن کانفرنس کے انعقاد کی تاریخیں متعین ہونے میں کافی وقت لگا، بالآخر وہ مذکورہ بالا تاریخوں میں منعقد ہوئی۔

اگرچہ کانفرنس میں رؤیت ہلال سے متعلق تمام اہم موضوعات پر مقالے پیش ہوئے اور ان پر بحث بھی ہوئی، لیکن بنیادی طور پر دو مسئلے سب سے زیادہ اہم تھے، ایک یہ کہ فلکیات کے حساب کا چاند کے ثبوت میں کس حد تک اعتبار کیا جا سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ اختلاف مطالع کا کیا حکم ہے؟ یعنی ایک جگہ کی رؤیت کو کسی دوسری جگہ کس حد تک معتبر مانا جا سکتا ہے، چنانچہ ان دو مسئلوں پر بحث زیادہ مرکوز رہی اور مختلف ممالک کے اہلِ علم نے ان پر اظہار خیال کیا۔

جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے، اس کے بارے میں تین موقف کانفرنس میں پیش کیے گئے: ایک موقف یہ تھا کہ شرعی رؤیت ہلال کے لیے حسابات کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ تمام تر انحصار آنکھ سے دیکھنے کی شہادتوں پر ہے لہٰذا نہ تو صرف حسابات کی بنیاد پر چاند ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ حسابات کی بنیاد پر چاند کی نفی کی جا سکتی ہے، لہٰذا اگر کسی دن حسابات کی رو سے چاند نظر آنا ممکن نہ ہو، تب بھی اگر چاند دیکھنے کی شہادتیں آ جائیں تو ان کی بنیاد پر چاند کا فیصلہ کیا جانا چاہئے، یہ موقف سعودی عرب کے مفتی عام شیخ عبدالعزیز بن صالح نے کانفرنس کے آغاز میں پیش کر دیا تھا۔

دوسرا موقف یہ تھا کہ فلکی حسابات چونکہ انتہائی دقّت کے ساتھ چاند کی پوزیشن بتا دیتے ہیں اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہوتی، اس لیے صرف حسابات کی بنیاد پر چاند ہونے کا فیصلہ کر دینا چاہئے اور اگر حساب کی رو سے چاند کا نظر آنا ممکن نہ ہو تو نفی کا اعلان کر دینا چاہئے، خواہ کسی نے چاند دیکھنے کی شہادت پیش کی ہو، یہ موقف کانفرنس کے شرکاء میں سے چند علماء نے پیش کیا جن کی تعداد زیادہ نہ تھی۔

تیسرا موقف یہ تھا کہ اگرچہ چاند کی رؤیت کا ثبوت تو صرف حسابات کے ذریعے نہیں ہو سکتا، لیکن اگر کسی دن چاند کا نظر آنا حسابات کی رو سے ممکن نہ ہو، مثلاً چاند سورج سے پہلے غروب ہو گیا ہو، تو ایسی صورت میں اگر کوئی شخص چاند دیکھنے کی شہادت دے تو وہ شہادت معتبر نہیں سمجھنی چاہئے۔

حاضرین کی اکثریت اس تیسرے موقف کی قائل تھی، میں نے اپنے مقالے میں بھی دلائل کے ساتھ اسی موقف کو ثابت کیا تھا۔ چونکہ یہ موقف سعودی عرب کے مفتی عام کے موقف کے خلاف تھا اور سعودی عرب میں عمل بھی اس کے خلاف ہوتا رہا ہے، اس لیے اس موضوع پر بہت مفصل بحث ہوئی، اس موقف کے قائلین کا کہنا یہ تھا کہ اس نقطۂ نظر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رؤیت کے بجائے حسابات کو ثبوت ہلال کا معیار بنایا گیا، بلکہ اس کا حاصل شہادت کی چھان بین ہے، چاند دیکھنے کی شہادت اس وقت معتبر ہوتی ہے جب اس پر ہر لحاظ سے بھروسہ کیا جا سکتا ہو، اسی لیے اگر کوئی شخص کسی غلط سمت میں چاند دیکھنے کی شہادت دے، تو اسے معتبر نہیں مانا جاتا، اسی طرح اگر حسابات کے ذریعے یہ بات ثابت ہو جائے کہ چاند سورج سے پہلے غروب ہو گیا تھا، تو ایسی شہادت متہم ہونے کی بنا پر قابل قبول نہیں ہے، میں نے اپنے مقالے میں علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا مفصل مضمون نقل کیا تھا جس میں انہوں نے یہی موقف اختیار فرمایا ہے اور عام طور سے جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس مسئلے میں متفرد ہیں اور جمہور کے خلاف انہوں نے رؤیت کے بجائے حساب کو بنیاد بنایا ہے، خود علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خیال کی تردید فرمائی ہے۔ چنانچہ طویل مباحثے کے بعد حاضرین کا اس بات پر اتفاق ہو گیا۔

جہاں تک اختلافِ مطالع کا تعلق ہے، اس کے بارے میں بھی تین مختلف نقطۂ نظر کانفرنس میں سامنے آئے، ایک نقطۂ نظر شافعی مسلک کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فتوے پر مبنی تھا جس میں انہوں نے شام کی

رؤیت کو مدینہ منورہ میں معتبر نہیں مانتا تھا، چنانچہ اس موقف کے مطابق ہر شہر میں اسی شہر کی رؤیت کا اعتبار ہونا چاہیے، کسی دوسرے شہر کی رؤیت کو وہاں معتبر نہیں ماننا چاہیے، یہ موقف مجلس القضاء الاعلیٰ کے صدر اور امام حرم صالح بن عبداللہ بن حمید نے پیش کیا، البتہ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مسئلہ چونکہ مجتہد فیہ ہے، اس لیے اگر سیاستِ شرعیہ کے تحت کوئی حاکم ایک ملک کے تمام شہروں میں رؤیت کو نافذ کردے تو اس کا حکم معتبر ہوگا۔

دوسرا موقف یہ تھا کہ اختلاف مطالع کا بالکل اعتبار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ دنیا بھر میں کہیں بھی چاند نظر آجائے تو وہ دنیا کے ہر خطے کے لیے معتبر ہونا چاہیے، جیسا کہ مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب مختار یہی ہے اور حنفیہ کا بھی اصل مذہب اس کے مطابق ہے، اس موقف کے قائلین اس حد تک گئے کہ مکہ مکرمہ کو پورے عالم اسلام کا مرکز قرار دے کر وہاں کی رؤیت کو پوری دنیا کے لیے معتبر ماننا چاہیے، لیکن اس پر میں نے یہ عملی اشکال پیش کیا کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو ممالک مکہ مکرمہ سے مشرق میں ہیں، وہ رمضان یا عید کے فیصلے کا اس وقت تک انتظار کریں جب تک مکہ مکرمہ میں رؤیت یا عدم رؤیت کا اعلان نہ ہو جائے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لوگ رات گئے تک رمضان یا عید کا فیصلہ نہیں کرسکیں گے۔ اس اشکال کا اس تجویز کے قائلین کوئی جواب نہ دے سکے، حقیقت یہ ہے کہ عملاً یہ تجویز اسی وقت قابلِ عمل ہوسکتی ہے جب حسابات کے ذریعے چاند کا ثبوت مانا جائے۔

تیسرا موقف یہ تھا کہ اگر مشرق میں کہیں بھی چاند نظر آجائے اور اس کا ثبوت مغرب پر کسی ملک میں ہو جائے تو مغرب کے ملک کو اس پر عمل کرلینا چاہیے، اس آخری موقف کو حاضرین کی اکثریت نے بہتر قرار دیا۔

مؤتمر کی منظور کردہ قرارداد:...... بہر کیف، ان مسائل پر سہ روزہ بحث کے بعد مؤتمر کی طرف سے جو قرارداد منظور کی گئی، اس کا ترجمہ مولانا شاکر جھکورا صاحب نے کیا ہے، ذیل میں پیش ہے:

" الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

أما بعد: ...... یہ بات مسلم ہے کہ اس کائنات کا نظام کچھ قوانین اور دستوروں کے تابع ہے جنہیں اُس بڑے عالی مقام اور زبردست قدرت والی ذات جل جلالہ نے مقرر فرمایا ہے جس کی تخلیق، نظم اور مہارت کی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے۔

اسی تخلیق کا ایک کرشمہ سورج اور چاند کی تخلیق ہے جن کے ذریعے زمانہ، سال اور (مہینوں کے) حساب کی پہچان ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ (یس)

”اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ سب اُس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی کامل۔ (۳۸) اور چاند ہے کہ ہم نے اُس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے۔ (۳۹) نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا کر پکڑے اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔ اور یہ سب اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ (۴۰)“۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:...... الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (الرحمن: ۵) ...... ”سورج اور چاند ایک حساب میں جکڑے ہوئے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ (یونس)

”اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا اور چاند کو سراپا نور اور اُس کے (سفر) کے لیے منزلیں مقرر کر دیں، تا کہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کر سکو۔ اللہ نے یہ سب کچھ بغیر کسی صحیح مقصد کے پیدا نہیں کر دیا، وہ یہ نشانیاں اُن لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو سمجھ رکھتے ہیں۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے چاند کو مہینوں کے آغاز کی پہچان بنایا ہے تا کہ لوگ اس کے ذریعے اپنے اوقات متعین کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:...... يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (البقرة: ۱۸۹).

”لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ انہیں بتا دیجئے کہ یہ لوگوں کے (مختلف معاملات کے) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لیے ہیں۔“

اور جبکہ نئے مہینوں کا چاند ثابت ہونے کا تعلق حج اور روزہ جیسی عبادات کے ساتھ ہے جو ارکانِ اسلام میں سے ہیں، نیز قمری مہینے بہت سے شرعی احکام، مثلاً عدت، ایلاء اور کفاروں کے لیے بنیادی معیار ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجاً يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْراً (البقرة : ۲۳۴)

”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی۔“

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ (البقرہ ۲۲۶)

”جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں (یعنی ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیتے ہیں) ان کے لیے

چار مہینے کی مہلت ہے۔" نیز اللہ تعالیٰ نے قتل خطا اور ظہار کے کفاروں کے بارے میں فرمایا ہے:......

فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (النساء ٩٢، المجادلة ٤).......''تو اس پر فرض ہے کہ دو مہینے تک مسلسل روزے رکھے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث مبارکہ میں ماہِ رمضان کے آغاز اور اختتام کو جاننے کا طریقہ بیان فرمایا ہے جو کہ عینی رؤیت ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(چاند) دیکھنے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے پر عید الفطر مناؤ۔'' (رواہ البخاری)

اور امت اسلامیہ عہد نبوت سے اسی طریقے پر کار بند چلی آتی ہے، البتہ ماہِ رمضان کے آغاز اور اختتام اور ماہِ ذوی الحجہ کے آغاز کے سلسلہ میں کچھ مشکلات اور تنازعات ظاہر ہوئے ہیں، نیز عصرِ حاضر میں باہم دور علاقوں کے درمیان فاصلے زیادہ سمٹ گئے ہیں اور باہم رابطے کے جدید وسائل نے فروغ پایا ہے، یہاں تک کہ پوری دنیا میں اس کے تمام اطراف دیکھے اور سنے جاسکتے ہیں نیز اس دور میں دنیا پر محیط افقوں میں طرح طرح کے بخارات، گیسز اور دھویں وغیرہ نے فضائی آلودگی کو بہت بڑھا دیا ہے، جبکہ شعاعی آلودگی، ہوائی جہازوں کی کثرت اور مصنوعی سیارے جو فضاء میں تیرتے ہوئے روشنی کو منعکس کرتے ہیں عینی رؤیت پر اثر انداز ہونے میں اس کے علاوہ ہیں۔

ان اور دیگر وجوہات کی بنا پر ہلال کے ثبوت اور رؤیت کے بارے میں اختلاف میں اضافہ ہوا ہے، یہاں تک کہ بعض اسلامی ممالک کے درمیان قمری مہینوں کے آغاز کے سلسلے میں تین تین دن تک کا فرق واقع ہوا ہے، لہٰذا یہ قضیہ مسلمانوں کے لیے ایک مشکل معاملہ بن گیا ہے۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس پر غور کے لیے متعدد سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کی جاچکی ہیں اور بعض فقہی مجامع اور شرعی مجلسوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش بھی کیا گیا، لیکن تنازعہ اپنی جگہ باقی ہے، لہٰذا اس کی بہت ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر گہرائی کے ساتھ غور کیا جائے، جس میں شرعی احکام کی رعایت کے ساتھ ساتھ علمِ ہیئت اور اس کے حسابات اور رصد گاہوں کی جو اللہ تعالیٰ نے ترقی مقدر فرمائی ہے، اس سے بھی استفادہ کیا جائے، تا کہ مختلف نقطہ ہائے نظر کا جائزہ لے کر (مسئلے کے) مؤثر حل تک رسائی ہو سکے۔

رابطة العالم الاسلامی کی المجمع الفقه الاسلامی نے مسلمانوں کے مسائل کے حل پیش کرنے کی اپنی ذمہ داری اور موضوع پر غور کی شدید ضرورت کے پیشِ نظر قمری مہینوں کے اثبات پر علماء شریعت اور ماہرین فلکیات کی باہم گفتگو کے لیے ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جو ۱۹ تا ۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۱ تا ۱۳ فروری ۲۰۱۲ء کے دوران جاری رہی۔

اندرون وبیرون سعودی عرب کے مختلف شرعی اداروں، یونیورسٹیوں اور اختصاصی تحقیقی اداروں سے منتخب علماء اور ماہرینِ ہیئت نے اس کانفرنس میں شرکت فرمائی، جو کہ دنیا کے مقدس ترین مقام پر، یعنی مکہ مکرمہ، کعبہ شریف کے علاقے میں اور خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز (حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ) کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔

شرکاءِ کانفرنس پیش کردہ مقالوں کو دیکھنے، ان کے خلاصوں کو سننے اور پیش کردہ presentations کو دیکھنے اور اس کے نتیجے میں ہونے والے مناقشوں کے بعد درجِ ذیل باتوں کی تاکید کرتے ہیں:

(۱)......قمری مہینے کے آغاز اور اختتام کے ثبوت کے لیے اصل (معیار) چاند کو دیکھنا ہے، چاہے وہ نری آنکھ سے ہو یا رصدگاہوں اور دیگر فلکی آلات کے ذریعہ ہو اور اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینے کے تیس دن مکمل کیے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''(چاند) دیکھنے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے پر عید الفطر مناؤ۔ (البتہ) اگر چاند تم سے پوشیدہ رہ جائے تو شعبان کی تعداد کو تیس مکمل کرو۔'' (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مہینہ انتیس راتوں کا ہوتا ہے، لہٰذا روزہ (اس وقت تک) نہ رکھو جب تک کہ تم (چاند) کو دیکھ نہ لو اور اگر ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس دن) کا حساب لگاؤ'' (رواہ البخاری)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا:

''روزہ نہ رکھو جب تک کہ چاند دیکھ نہ لو اور عید الفطر نہ مناؤ جب تک اسے نہ دیکھ لو، (البتہ) اگر تمہیں ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس دن) کا حساب لگاؤ''۔ (رواہ البخاری)

یہ اور اس جیسی احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ قمری مہینوں کے آغاز اور اختتام کا اصل معیار چاند کو دیکھنا ہے۔

(۲)......سال کے ہر مہینے میں چاند کی جستجو واجب علی الکفایہ ہے، کیونکہ اس عمل پر دیگر واجبات موقوف ہیں، اس بات کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور تقریر سے ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے دنوں کا حساب رکھنے میں دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ اہتمام فرماتے تھے، پھر رمضان (کا چاند) نظر آنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے، البتہ اگر ابر کی بنا پر (رمضان کا) چاند نظر نہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (شعبان کے) تیس دن گن کر پھر روزہ رکھتے۔'' (رواہ ابوداؤد)

ابن حبان اور ابن خزیمہ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: ''شعبان کے ہلال کا حساب رکھنے میں دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ (ایک موقعہ پر) لوگوں نے چاند کی جستجو کی، چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے (چاند) دیکھا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (رواہ ابوداود)

(۳)...... یہ ضروری ہے کہ گواہی دینے والے شخص میں گواہی کو قبول کرنے کی معتبر شرائط پائی جائیں، اور اس کے موانع اس میں نہ ہوں، نیز نگاہ کی تیزی کے بارے میں اطمینان کیا جائے اور اس بات کا بھی اطمینان کیا جائے کہ چاند دیکھنے کے وقت رؤیت کی کیفیت کیا تھی اور اس جیسی باتوں کا اطمینان کیا جائے جس سے اس کی شہادت کے بارے میں شک کی گنجائش نہ رہے۔

(۴)...... فلکی حساب ایک مستقل علم ہے جس کے اپنے اصول اور قواعد ہیں۔ اس کے بعض نتائج کی رعایت رکھنا مناسب ہے، جیسا کہ چاند اور سورج کے اقتران کا وقت، چاند کا سورج کی ٹکیہ سے پہلے یا بعد میں غائب ہونا اور یہ کہ چاند کی اونچائی اس کے سورج کے ساتھ اقتران ہونے کے بعد والی رات میں کتنی ہوگی؟ اسی وجہ سے چاند دیکھنے کی گواہی کو قبول کرنے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ چاند کا نظر آنا علمِ ہیئت کے مسلّم اور قطعی حقائق جو معتبر فلکی اداروں سے صادر ہوتے ہیں، اُن کے مطابق ناممکن نہ ہو، مثلاً (چاند اور سورج کے) ٹھیک اقتران کے وقت، یا غروب آفتاب سے پہلے چاند کے غروب ہونے کی صورت میں۔

(۵)...... ایک ملک کی مسلم اقلیتوں کے لیے اس ملک کے بعض علاقوں میں چاند کو دیکھنا باقی علاقوں کے مسلمانوں کے لیے کافی ہوگا، تاکہ ان کا روزہ اور عید ایک ساتھ ہوں۔

(۶)...... جن ممالک میں مسلم اقلیتیں مقیم ہیں اور انہیں چاند نظر آنا کسی وجہ سے ممکن نہیں تو وہ قریب ترین مسلمان ملک کی رؤیت پر عمل کریں، یا ایسے قریب ترین ملک کی رؤیت پر جہاں مسلمان آبادی ہو اور جہاں رؤیت کا ثبوت اس مسلمان آبادی کے کسی نمائندہ ادارے، مثلاً مرکز اسلامی وغیرہ کی طرف سے صادر ہوا ہو۔

(۷)...... قمری مہینوں کے آغاز کا فیصلہ کرنا، جبکہ اس کے ساتھ عبادات کا تعلق ہو، ایک شرعی معاملہ ہے، چنانچہ اس کی ذمہ داری علماء شریعت پر عائد ہوتی ہے، جنہیں بااختیار اداروں نے مقرر کیا ہو، یا ایسے لوگوں نے جو بااختیار اداروں کے حکم میں ہوں اور ماہرین ہیئت اور فلکی اداروں کی ذمہ داری چاند کی ولادت، اس کے مقام اور کرۂ ارضیہ میں کسی بھی جگہ رؤیت کے حالات کے سلسلے میں دقیق حساب اور دیگر معلومات فراہم کرنا ہے جو کہ ان خاص شرعی اداروں کے لیے صحیح اور دقیق فیصلہ صادر کرنے میں معین ثابت ہوں۔

(۸)......لوگوں کے مصالح اور معاملات (میں آسانی) کی خاطر شریعت جدید علوم، جیسے ترقی یافتہ فلکی حساب اور فلکی رصد سے استفادے کو منع نہیں کرتی، کیونکہ اسلام سائنس اور اس کے حقائق سے معارض نہیں۔

(۹)...... جب کسی مہینے کا آغاز کسی شرعی ادارے کے ذریعے ثابت ہو جائے اور اس پر مسلمان ملک کے سربراہ نے اعتماد کیا ہو، تو اس کے بارے میں بحث ومباحثہ میں پڑنا اور شکوک پیدا کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے، جس میں حاکم کے فیصلے سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

(۱۰)......مسلمان حکومتوں کو اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ رؤیت کے وسائل اور چاند کی جستجو کے لیے کچھ اداروں کو مختص کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

اس سلسلے میں کانفرنس ان اسلامی ممالک کی کاوشوں کا خیر مقدم کرتی ہے جنہوں نے رصدگاہیں نصب کرنے کا اہتمام کیا ہے، جن میں سرفہرست سعودی عرب کا "شاہ عبدالعزیز شہر سائنس اور ٹیکنالوجی" ہے۔

(۱۱)......کانفرنس رابطہ عالم اسلامی کو یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ وہ ایک ایسا علمی ادارہ تشکیل دے جو علماء شریعت اور ماہرین ہیئت پر مشتمل ہو، تاکہ وہ دونوں میدانوں میں جو تحقیقی کام ہوا ہے اور جو مقالات پیش ہوئے ہیں اور اس مسئلے پر منعقد ہونے والی دیگر کانفرنسوں اور سیمناروں میں جو مقالات پیش ہوئے ہیں نیز فقہی مجامع یا علماء اکابر کی مجلسوں یا اسلامی تحقیقی اداروں کی طرف سے جو مواد جاری ہوا ہے، ان سب پر غور کرے اور اس بات کی کوشش کرے کہ قمری مہینوں کے آغاز میں یکسانیت پیدا کرنے کے سلسلے میں اتفاق پیدا ہو جائے اور مکہ مکرمہ کو فلکی رصد کے مرکز کے طور پر اور ہجری تاریخ میں یکسانیت پیدا کرنے والے کلینڈر کے صدور کے لیے اعتماد کیا جائے، یہ ادارہ عالم اسلام کے اختصاصی شرعی اور فلکی اداروں کے ساتھ رابطہ اور ان کے درمیان یک جہتی پیدا کرے اور اس ادارے کا مرکز رابطۂ عالم اسلامی میں ہو اور مکہ مکرمہ میں واقع ہو جو اسلام کا خیر وبرکت والا دھڑکتا ہوا دل ہے۔

یہ ادارہ اسلامی ممالک کے فقہی مجامع اور فتوی کے اداروں، یا ان کی طرف سے تجویز کردہ متخصص علماء شریعت اور ماہرین ہیئت پر مشتمل ہو، جو اپنی تحقیق کے نتائج اور اس کانفرنس سے صادر ہونے والی باتوں کو رابطے کی **المجمع الفقهي** کے سامنے پیش کرے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين "

اس مؤتمر میں سعودی عرب کے وہ اہل حل وعقد بھی شریک تھے جو سعودی عرب میں رؤیت ہلال کا انتظام اور اعلان کرتے ہیں، نیز عالمِ اسلام کے مختلف خطوں سے رؤیت ہلال کا انتظام کرنے والے اور فلکیات کے ماہرین بھی شریک

تھے، اس اجتماع کے نتیجے میں سعودی عرب کے اعلانِ رؤیت کے بارے میں بھی بہت سے امور واضح ہوئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ماضی میں سعودی عرب کی طرف سے بکثرت رویت کا اعلان ایسے دن ہوتا رہا ہے جب کہیں اور چاند نظر نہیں آیا، اس وجہ سے بعض حضرات، اس شک کا اظہار کرتے رہے ہیں کہ شاید وہاں حقیقی رؤیت کی بجائے اُس تقویم کے مطابق عمل کیا جاتا ہے جو ''تقویم ام القریٰ'' کے نام سے موسوم ہے۔

یہ خیال بالکل غلط ہے ''تقویم ام القریٰ'' درحقیقت دفتری امور انجام دینے کے لیے تیار کی گئی ہے، رمضان اور عیدین وغیرہ کا تعین اس کی بنیاد پر نہیں ہوتا، اس مؤتمر کے دوران سعودی عرب کے انتظام رؤیت کے بارے میں بھی مفصل رپورٹ پیش کی گئی، جس کا حاصل یہ تھا کہ ہیئۃ کبار العلماء نے ۱۴۰۳ھ میں اپنی قرارداد نمبر ۱۰۸ میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ رؤیت ہلال میں دوربینوں اور جدید آلات سے مدد لی جاسکتی ہے، چنانچہ اس کی بنیاد پر سعودی عرب کے مختلف خطوں میں آٹھ رصد گاہیں قائم کی گئی ہیں، رؤیت ہلال کمیٹی ان رصد گاہوں کے ماہرین کے ساتھ چاند دیکھنے اور اس کے لیے شہادتیں لینے کا اہتمام کرتی ہے، یہ ماہرین چاند کی پوزیشن کو متعین کرتے ہیں جس سے چاند دیکھنے میں مدد ملتی ہے۔

البتہ ان رصد گاہوں کے ایک نمائندے نے یہ شکوہ کیا کہ بعض مرتبہ ہم نے حسابات کے ذریعہ سے یہ متعین کر دیا تھا کہ چاند سورج کے غروب کے ساتھ ساتھ غروب ہو جائے گا، یا غروب آفتاب کے بعد صرف دو منٹ افق پر رہے گا، جس میں اس کا دوربین سے بھی نظر آنا ممکن نہیں ہے، اس کے باوجود دو گواہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے انہی دو منٹ کے دوران چاند دیکھا ہے، اور ان کی گواہی کو قبول کر لیا گیا۔

لہٰذا مذکورہ بالا صورتِ حال کی اصل وجہ یہی ہے کہ بعض ایسے مواقع پر چاند دیکھنے کی شہادتیں قبول کی گئیں جب اس کا نظر آنا حسابی طور پر ممکن نہیں تھا، اگرچہ محکمۂ علیا کے قاضی شیخ عبدالعزیز بن صالح (جو رؤیت کا فیصلہ کرنے والے قاضیوں میں شامل ہیں) نے یہ بتایا کہ ہمارے پاس شہادتیں کبھی ایسے موقع پر نہیں آئیں جب فلکیات کے لوگوں کے مطابق چاند سورج سے پہلے غروب ہو گیا ہو لیکن ان کی اور سعودی عرب کی رصد گاہوں کے ماہرین کی باہمی گفتگو سے یہ معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر شہادتیں قبول کی گئی ہیں جب چاند غروب آفتاب کے بعد افق پر موجود تو تھا، لیکن اس کی بلندی یا افق پر رہنے کا دورانیہ اتنا نہیں تھا کہ وہ قابل رؤیت ہو، لیکن چونکہ قاضی حضرات کا تمام تر انحصار شہادتوں پر تھا، اس لیے انہوں نے شہادتیں قبول کر لیں۔

میں نے یہ مسئلہ بھی اٹھایا کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ سعودی عرب میں ہر مہینے رؤیت کا اہتمام نہیں ہوتا، بلکہ خاص ان مہینوں میں رؤیت کا اہتمام کیا جاتا ہے جن کا تعلق براہ راست رمضان کے روزوں، عید یا حج سے ہوتا ہے، میں نے عرض کیا کہ اگر یہ بات صحیح ہو تو رمضان کی رؤیت کا کیسے اعتبار کیا جاسکتا ہے اور یہ کیسے متعین ہوگا کہ جس شام رؤیت کا اہتمام کیا جا رہا ہے وہ واقعۃً شعبان کی ۲۹ تاریخ کی شام ہے، اس کے جواب میں قاضی عبدالعزیز بن صالح نے مؤتمر کو بتایا

کہ ہم ہر مہینے رؤیت کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ بات غلط ہے کہ صرف ان خاص مہینوں میں رؤیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
پھر محکمہ کے بعض افسران نے مجھے وہ سرکاری ہدایات بھی دکھائیں جو ہر مہینے متعلقہ حضرات کو بھیجی جاتی ہیں، اور ان میں یہ تاکید ہوتی ہے کہ ۲۹ رتاریخ کو رؤیت ہلال کا اہتمام کیا جائے یہ ہدایات سال کے عام مہینوں سے متعلق تھیں اور ہر مہینے ان کا اجراء کیا جاتا ہے۔

بہرکیف! ...... یہ باتیں تو درست ثابت نہیں ہوئیں کہ سعودی عرب میں رؤیت کے بجائے حسابی تقویم پر اعتماد کیا جاتا ہے، یا ہر مہینے رؤیت کا اہتمام نہیں ہوتا۔ لیکن یہ بات درست ہے کہ شہادتوں کو ایسے مواقع پر بھی تسلیم کر لیا گیا ہے جب حسابی طور پر رؤیت ممکن نہیں تھی۔

اب اس مؤتمر نے یہ قرارداد تو منظور کر لی ہے کہ ایسے مواقع پر شہادت قبول نہیں کرنی چاہئے لیکن یہ رابطے کی مؤتمر کی قرارداد ہے اور جیسا کہ رابطے کے امین عام شیخ عبدالمحسن الترکی نے کہا کہ مؤتمر کی قرارداد کسی ملک پر قانوناً لازم نہیں ہوتی، لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ سعودی عرب آئندہ اس پر عمل کرے، لیکن مؤتمر کے مجموعی رُخ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شاید اب سعودی عرب کے لیے بھی اپنے سابق موقف پر قائم رہنا آسان نہیں ہوگا اور رابطے کی طرف سے اس موضوع پر ایک مستقل کمیٹی قائم کرنے کی جو سفارش کی گئی ہے، اس سے بھی انشاء اللہ حالات میں بہتری کی توقع ہے۔

☆......☆......☆

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کی شہادت

ممتاز عالم دین اور داعی قرآن مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کو ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ بمطابق 13 مئی 2012ء بروز اتوار دوپہر ایک بجے درس قرآن سے واپسی پر دھوراجی کالونی، کراچی میں سفاک دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ نے ابتدائی تعلیم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں حاصل کی اور جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی سے علوم دینیہ کی تکمیل و فراغت حاصل کی۔ آپ کے ممتاز اساتذہ کرام میں امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خاں صفدرؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، مفتی احمد الرحمٰن اور مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ جیسے اساطین علم شامل ہیں۔

آپ پوری زندگی درس و تدریس، خطابت و درس قرآن کی خدمت میں مشغول رہے۔ آپ دونوں پاؤں سے معذور تھے، لیکن اپنی اس معذوری کو دین کی خدمت میں رکاوٹ بننے نہیں دیا اور تاحیات خدمت دین میں مشغول رہے اور اسی حالت میں شہید کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا شہید کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ وفاق، حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید اور اس سے قبل شہید ہونے والے علماء کرام کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے۔